فوج میں موج نہیں۔۔۔ سیاست میں منافقت نہیں

تحریر: سہیل احمد لون

دوسری جنگ عظیم کے بعد جرمنی میں مردوں کی شرح عورتوں کے مقابلے میں بہت کم ہو گئی تو جرمنی کو از سر نو تعمیر کرنے کے لیے ترکی سے کافی تعداد میں مرد حضرات ''برآمد'' کیے گئے ۔ جنھوں نے جرمنی کو دوبارہ اپنے پاؤں میں کھڑا کرنے میں بڑی مدد کی۔یہی وجہ ہے کہ آج جرمنی کے ہر شہر میں ترکیوں کی ایک کثیر تعداد دکھائی دیتی ہے۔ان کو دوسرے غیر ملکیوں کی پریہ فضلیت حاصل ہے کہ انھیں غیر ملکی نہیں بلکہ "Gastarbaiter"یعنی ''کام کرنے والے مہمان'' کہا جاتا ہے۔اپنے دفاعی نظام کو مضبوط بنانے کے لیے جولائی 1956ء میں جرمنی نے فوج میں جبری بھرتی کا نظام لاگوکیا۔ جسے 1968ء میں جرمنی کے بنیادی قانون میں شامل کرلیا گیا۔جس کے تحت ہر جرمن نوجوان کو 18 سے 23برس کی عمر تک فوج میں شامل ہو کرکم از کم 6ماہ کی تربیت حاصل کرنا لازمی تھا۔لڑکیاں اور معذور افراد اس سے مثتثنیٰ قرار دیئے گئے۔اگر کوئی صنف نازک اپنی مرضی سے فوجی تربیت کے لیے فوج میں شمولیت اختیار کرنا چاہے تو اس پر کوئی پابندی نہ لگائی گئی۔اس لازمی فوجی تربیت کا خرچہ جرمن حکومت اٹھاتی اور دوران تربیت وظیفہ بھی دیاجاتا۔اس لازمی تربیت کے لیے کمپنی مالکان کو اس چیز پر بھی پابند کیا گیا تھا کہ اگر کسی نوجوان کو کام کے دوران فوجی تربیت کے لیے جانا مقصود ہو تو اس کو اتنا عرصہ کیلئے رخصت دی جائے اور ٹرینگ کے اختتام پر اسے کام پر دوبارہ رکھنا بھی لازمی قرار دیاگیا۔حالیہ معاشی بحران سے جرمنی بھی محفوظ نہ رہ سکا۔لہذٰا جرمن چانسلر انجیلا میرکل (Angela Merkel)نے پارلیمنٹ کی باہمی مشاورت سے فوج میں جبری بھرتی کے اس قانون کو ختم کردیا۔گزشتہ 54برس سے جرمنی میں اس قانون کے تحت 8.5ملین نوجوانوں کو فوجی تربیت دی گئی۔جس کا سارا خرچ حکومت کو برداشت کرنا پڑا۔اب اس خرچے کو بچا کر حکومت اس رقم کو ملک کے تعمیری کاموں میں استعمال کرنا چاہتی ہے۔یوں جرمنی بھی ان 99ملکوں میں شامل ہو گیا ہے جن میں فوج میں شمولیت فرد کے منشاء کے تابع ہوتی ہے۔پاکستان کا نام بھی ان 99 ممالک کی فہرست میں شامل ہے جہاں فوجی تربیت لازمی قرار نہیں دی گئی۔ بلکہ لوگ اپنی مرضی سے یہ پیشہ چنتے ہیں۔ریاستِ پاکستان کو آج تک اپنے لوگوں کو فو ج میں جبری بھرتی کرنے کی نوبت نہیں آئی۔لوگ اپنی مرضی اور جذبے سے پاک فوج میں شمولیت اختیار کرتے ہیں۔خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے پیشہ وارانہ مہارت کے اعتبار سے ہماری فوج کا دنیا کی سات بہترین افواج میں شمار کیا جاتا ہے۔آج بھی دنیا میں بہت سے ایسے ممالک ہیں

جہاں ہر نوجوان کو کچھ عرصہ فوج میں گزارنا لازمی ہے۔اس نظریے کے تحت عام شہری کو کچھ عرصہ فوج میں تربیت دینے کا مقصد دفاعی نظام کو مضبوط بنانا ہوتا ہے۔اس کے ساتھ دوران تربیت سب سے ایک جیسا سلوک کرکے مساوات کا درس بھی دیا جاتا ہے۔ ہر کسی کو اپنا کام خود کرنے کا عادی بنایا جاتا ہے۔ کسی امیر کو غریب پر کوئی فوقیت نہیں دی جاتی۔عوام الناس کو فوج میں تربیت حاصل کر کے فوجی زندگی کی مشکلات اور اہمیت کا اندازہ بھی ہو جاتاہے جو ان کی حفاظت کے لیے سرحدوں پر اٹھا رہے ہوتے ہیں۔جو بلا شبہ بڑی ''tough and rough'' ہوتی ہے۔جیسے روزہ رکھ کر کسی بھوکے کی تکلیف اور درد کا احساس ہوتا ہے اسی طرح کچھ عرصہ فوج میں رہ کر عوام کو یہ پتہ چل جاتا ہے کہ۔۔۔۔فوج میں موج نہیں۔۔۔۔۔!!!!ہماری مسلح افواج بھی ان تکلیفوں کو برداشت کرکے اپنا قومی فریضہ جوش و جذبے سے سر انجام دیتی ہیں۔ سیا چین کی یخ بستہ پہاڑی چوٹیاں ہوں یاتپتے صحرا ، ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہو یا بلند و بالا فضا ء ، وسیع و عریض میدان ہوں یا گھنے جنگلات ہر جگہ چاک و چوبند نظر آتے ہیں۔وطن عزیز میں کچھ عرصے سے ایک خاص طبقہ صرف اس بات کی تشہیر کر رہا ہے کہ ملک کی موجودہ قابل رحم صورتحال کی ذمہ دار پاک فوج ہے۔اس مکروہ کام میں کچھ سیاسی اکابرین ، چند دانشور حضرات اور کچھ میڈیا کے نمائندگان بھی شامل ہیں۔اگر ان حضرات کو زندگی میں ایک بار آگ برستے سورج تلے گرم ریگستانوں میں فوجی مشق میں ساتھ شامل کر لیا جائے تو فوج کے خلاف ان کا سارا بخار ہی اتر جائے۔ پاکستان کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ آج تک جب بھی کسی آمر نے شب خون مارا ہے اس کے لیے راستہ ہموار سیاستدانوں نے کیا ہے۔موجودہ جمہوری حکومت کو بھی ختم کرنے کے لیے انہی سیاستدانوں نے کئی بار جی ایچ کیو کونہ صرف بآوازبلند خوش آمدید کہا ہے بلکہ لبیک کہتے ہوئے اپنے وفاداری کا یقین بھی دلا چکے ہیں۔ موجودہ دور کی کونسی ایسی سیاسی جماعت ہے جس کا کبھی ان آمروں سے تعلق نہ رہا ہو؟ ان میں سے اکثریت ان لوگوں کی ہے جو آمریت کی گود میں کھیل کود کر ہی "سیاسی کھلاڑی "بنے۔جنھوں نے نہ صرف آمریت کو قبول کیا بلکہ اس کی بھر پور حمایت بھی کی۔چند آمروں کی "جرنیلیت"کا ذمہ دار ساری فوج کونہیں کہا جا سکتا۔ ملک میں آمریت کے ذمہ دار بھی جمہوریت کے یہ نام نہادعلمبردار ہیں ۔ اس کے نتیجے میں جو نقصانات ہوئے ان میں بھی یہ برابر کے شریک ہیں۔یہ سیاستدان آپکو آئین کی آرٹیکل 6 (1) کا حوالا دیتے ہئے نظر آئیں گے لیکن ان کے منہ سے کبھی آپ آرٹیکل 6 (2) کاذکرنہیں سنیں گے ۔آئین کی آرٹیکل 6 (1) کچھ یوں ہے کہ ''کوئی شخص جو طاقت کے استعمال یا طاقت سے یا دیگر غیر آئینی ذریعے سے دستور کی تنسیخ کرے یا تنسیخ کرنے کی سعی یاسازش کرے تخریب کرے یا تخریب کرنے کی سعی یا سازش کرے سنگین غداری کا مرتکب ہو گا ۔یہ ہے وہ آرٹیکل 6(1)

جس پر عملدآمد کرنے کا مطالبہ سیاستدان کرتے دکھائی دیتے ہیں لیکن بدیانتی یہ ہے کہ یہ عوام کو آدھا سچ بتاتے ہیں اس آئین کی اسی آرٹیکل 6(2) پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں جس سے کچھ حقیقتیں اور بھی آشکار ہو جائیں گی۔آرٹیکل 6(2) کے مطابق کوئی شخص جو شق (1) میں مذکورہ افعال میں مدد دے یا معاونت کرے، اسی طرح سنگین غداری کا مرتکب ہو گا۔اب آپ خود ہی ملاحظہ فرما لیں کہ یہ سیاستدان آرٹیکل 6 (1) کا مطالبہ کیوں کرتے ہیں اور آرٹیکل 6(2) کا اطلاق کیوں نہیں چاہتے۔اگر آئین کی آرٹیکل 6 کی تمام شقوں پر مکمل عملدآمد ہو جائے تو پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین بدترین غدار اور غداری کی سزا پاکستان پینل کوڈ میں سزائے موت لکھا ہے۔اب تو اس میں وہ جج صاحبان بھی شامل ہو چکے ہیں جو کسی آمر سے پی سی او کے تحت حلف اٹھائیں گے۔میں کسی صورت بھی کسی آمر کا حامی نہیں ہوں لیکن اگر انصاف کرنا ہے تو پھر سب کے ساتھ ایک جیسا ہونا چاہیے ۔میاں محمد نواز شریف پرویز مشرف کو اسی آئینی شق کے تحت سزا دلوانے کے خواہشمند ہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس کا اطلاق جنرل ضیاء الحق اور اُن پر نہ ہو۔اسی طرح عمران خان ساری کائنات سے اثاثے طلب کر رہے ہیں لیکن اولاد سے بڑا اثاثہ کوئی نہیں ہوتا ٹیرن خان کے حوالے سے انہوں نے قوم کو آجتک کچھ نہیں بتایا۔مجھے تو یہ بھی ڈر ہے کہ کہیں کسی جماعت نے عمران اور ٹیرن کا ڈی این اے ٹیسٹ کروا کر الیکشن کمشن میں جمع کروا دیا تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے ۔ ایم کیو ایم ہمیشہ ہر جرنیل کے ساتھ رہی بلکہ جرنیل اقتدار میں نہ بھی ہوں تو یہ جرنیلوں کے ساتھ ہی ہو تی ہے۔جماعت اسلامی کو ضیاء الحق پسند تھا لیکن جنرل مشرف کو وہ سزا دلوانا چاہتے ہیں۔پیپلز پارٹی جنرل ضیاء الحق کو ام الخبائث ڈکلیئر کرتی ہے لیکن جنرل مشرف کو ریڈ کارپٹ فراہم کردیتی ہے۔سیاستدانوں کے یہ دوہرے معیارات ہی دراصل جمہوریت کے رستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اور حقیقت تو یہی ہے کہ ان سیاستدانوں کے ذاتی مفادات کی پالیسی نے آج بیرونی قوتوں کو اتنا حوصلہ بخش دیا ہے کہ وہ ہمارے سویلین اور فوجی جوانوں کو اپنی بربریت کا نشانہ بنا کر معافی تو درکنارانہیں ملال بھی نہیں ہوتا۔ملک کی سرحدوں کی حفاظت پر مامور پاک فوج کے 26 جوانوں کو بغیر کسی وجہ کے شہید کر دیا جاتا ہے مگر ان کے لیے ایک گھنٹے کے سوگ کا اعلان بھی نہیں کیا جاتا۔ آج تک کبھی 26 سیاستدان، دانشور یا صحافی بھی ایسے قربان ہوئے ہیں؟ ان قربانیوں کے باوجود ایک خاص گروہ عوام الناس کو پاک فوج سے بد ظن کرنے کی کوشش میں سر گرداں ہے۔کہتے ہیں کہ ”یہ بندوق نہیں اس کے پیچھے انسان ہے جو اس کو چلارہا ہے۔ یہ انسان نہیں اس کا جذبہ ہو تا ہے جو اس کو بندوق اٹھا کر چلانے کی طاقت دیتا ہے۔ یہ طاقت قوم کی دعاؤں اور بھروسے کی مرہون منت ہوتی ہے“۔ ہماری فوج کوصرف قومی حمایت اور اعتماد کی

ضرورت ہے۔نیٹو فورس کے حالیہ حملے نے دہشت گردی کے خلاف بلکہ دہشت گردی کی جنگ سے نکلنے کا ایک جواز فراہم کر دیا ہے۔ جس کو بنیاد بنا کر ہم Do more کا جواب No more میں دے کر ایک نئے باب کا آغاز کرسکتے ہیں جو یقیناً ہمیشہ ہمیشہ کیلئے امریکی تسلط سے رہائی کا پروانہ ہو گا۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں اتحادی بن کر جو نقصان ہم نے اٹھایا ہے اس سے زیادہ نقصان اس اتحاد سے نکل کرکسی صورت نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے تمام اداروں کو صرف پاکستان کی سلامتی اور خود مختاری کو مد نظر رکھ کر الزامات کے پلید کھیل کو ترک کر کے مستقل بنیادوں پر فیصلے کرنے ہونگے۔اس کے محض قرارداد منظور کرنے سے کچھ نہیں ہو گا بلکہ عملی طور پر کچھ کر کے دکھانا ہو گا۔اس بار بھی اگر قرارداد یا کوئی بل منظور کر لیا گیا یا ماضی کی طرح کمیشن تشکیل دے کر معاملہ ہمیشہ کے لیے دبا دیا گیا تو ایسے حملے شدت اختیار کرتے جائیں گے۔دنیا میں آج بھی تقریباً 19 ممالک ایسے موجود ہیں جہاں ان کی اپنی کوئی فوج نہیں مگر پاکستان کی جغرافیائی صورت حال ایسی ہے کہ اسے صرف فوج ہی نہیں بلکہ نہایت ہی پیشہ وارانہ فوج کی ضرورت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل،ذوالفقار علی بھٹو کی دیانت اور پاک فوج کی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کا نتیجہ ہے کہ ہم ایٹمی صلاحیت والا اسلامی پاکستان ہیں۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نہ تو فوج میں ……موج ہے اور نہ ہی حقیقی سیاست میں منافقت چلتی ہے خواہ اس میں جان ہی کیوں نہ چلی جائے ۔!!!!!

sohailloun@gmail.com

سربٹن۔ سرے